نوحہ

28

تڑپ رہے ہیں غیور لاشے سکینہؑ مقتل میں آرہی ہے
بچالو بابا بچا لو بابا یہ کہہ کے شہہؑ کو بلا رہی ہے

عجیب غربت کی یہ گھڑی ہے نہ بھائی بابا ہیں نہ چچا ہیں
غموں کی ماری یتیم بچی اکیلی آنسو بہا رہی ہے

کوئی نہیں ہے کسے بلائے یہ بے کسی یہ غریبی ہائے
عَبا کا دامن جو جل رہا ہے اُسے بھی خود ہی بجھا رہی ہے

جسے جھلاتا تھا غازیؑ جھولا حسینؑ دیتے تھے جس کو لوری
پلی تھی نازوں سے جو وہ بچی طمانچے ظالم کے کھا رہی ہے

دِکھا کے پانی بہا رہے ہیں جفائیں ہنس ہنس کے ڈھا رہے ہیں
یتیم بچی کو فوجِ اعداء ستا ستا کے رلا رہی ہے

نہ رو سکینہؑ نہ رو سکینہؑ اے میری بچی اے جان میری
تو اپنے بابا کے پاس آجا صدا یہ لاشے سے آ رہی ہے

پہنچ کے لاشے پہ سہمی سہمی زمیں پہ بیٹھی تڑپ تڑپ کر
لپٹ کے قدموں سے شاہِ دیں کے جو حال گزرا سنا رہی ہے

ہے دونوں کانوں سے خون جاری پڑی ہے بالوں میں خاک بابا
نہ کوئی سایہ نہ کوئی گھر ہے نہ میرے سر پر ردا رہی ہے

پکڑ کے بالوں کو ظالموں نے طمانچے مارے ہیں میرے بابا
یہیں سُلا لو مجھے بھی بابا یہ کہہ کے شانہ ہلا رہی ہے

جو گھر کی رونق تھی شاہِ دیںؑ کے اسیر تنہا رہی وہ بچی
قسم خدا کی یہ بات گوہرؔ ہمیں ابھی تک رلا رہی ہے